ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

حبیب موہانہ کے سرائیکی ناولوں میں متحرک کرداروں کا تنقیدی جائزہ

A Critical Analysis of Dynamic Characters in Habib Mohana's Saraiki Novels

Dr. Muhammad Nawaz Sajid
Lecturer Saraiki Govt. SNS Associate College Gogran
mnawazsajid28@gmail.com
Contact # 0300 8166369

Malik Ammar Yasir Khakhi
Lecturer Saraiki Area Study Centre
Bahauddin Zakarya University Multan
ammaryasirkhakhi1214@gmail.com
Contact # 0336 1232555

Dr. Ayaz Ahmad Rind
Department of Saraiki, Ghazi University D.G. Khan
ayazahmadayaz00@gmail.com
Contact # 0340 3301117

Abstract

A critical analysis of dynamic characters in Habib Mohana's Saraiki novels is an important literary study that highlights the description of characters, their psychology and their socio-cultural background in his novels. This analysis examines the depth of Habib Mohana's characters, their development and the importance of characters in the structure of his story. This study also sheds light on how Habib Mohana portrays the Saraiki social and cultural elements through his characters, and how his characters drive the story of the novel. The purpose of this analysis is to understand the creative significance of Mohana's dynamic characters and to enhance the value of his literary work. Habib Mohana has published two novels including "اللہ لہیسی مُونجھاں" and "کھڑی ڈیندی ہاں سنہڑے". This paper contains a critical analysis of dynamic characters in Mohana's novels.

Key Words : Saraiki Novel, Characters, Development, Saraiki Culture, Litrary work

موضوع کا تعارف :

افسانوی ادب بالخصوص ناول میں کردار نگاری کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔ ناول کے معیاری پیمانوں میں کردار نگاری ایک اہم پیمانہ ہے۔ اس کے بغیر کوئی کہانی آگے نہیں بڑھ سکتی اور نہ ہی اُس کہانی کو بامِ عروج اور اختتام تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ ناول کے اجزائے ترکیبی میں پلاٹ اور کہانی کے بعد اہم جزو کردارنگاری ہے۔ جتنی کردار نگاری پختہ اور جاندار ہو گی، کہانی اتنا ہی زیادہ دلچسپ اور پُر اثر

ہو گی۔ یہ کہنا بھی غلط نہ ہو گا کہ کردار نگاری کہانی کی رُوح ہوتی ہے جو کہانی کو زندہ رکھتی ہے اور اُس کو آگے بڑھنے میں مدد دیتی ہے۔ کرداروں کے ذریعے ہی کہانی میں تجسس پیدا ہوتا ہے اور قاری کہانی سے محظوظ ہوتا ہے۔ کردار جتنا مضبوط ہوگا، وہ اُتنا ہی مؤثر طور پر قاری کے ذہن میں نقش ہو گا۔

سرائیکی ناول نگاری میں حبیب موہانہ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اب تک سرائیکی زبان میں اُن کے دو ناول "اللہ لہیسی مُونجھاں" اور "کھڑی ڈیندی ہاں سنہڑے" سرائیکی ادب کی زینت بن چُکے ہیں جو کہ اپنا خاص مقام رکھتے ہیں۔ سرائیکی ادب کے دوسرے ناول نگاروں کی طرح حبیب موہانہ نے بھی اپنے ناولوں میں وسیب کی بھرپُور نمائندگی کی ہے۔ وسیبی سماجی مسائل، تہذیب و ثقافت ، رسم و رواج ، مذہبی عقائد، توہم پرستی ، معاشی مسائل ، دُکھ درد اور انا پرستی جیسے رویے اُن کے ناولوں کی کردار نگاری کے ذریعے سامنے آتے ہیں۔

موضوع پر بحث :

افسانوی ادب میں کردار نگاری کی ابتداء مغرب سے ہوتی ہوئی اُردو میں آئی اور پھر اُردو کے راستے باقی علاقائی زبانوں میں افسانوی ادب کی ضرورت بنی۔ سرائیکی ادب میں دیکھا جائے تو کردار نگاری کی ابتداء بیسویں صدی میں شروع ہوتی دکھائی دیتی ہے کیونکہ سرائیکی میں افسانوی ادب کا آغاز بھی بیسویں صدی میں ہوا۔ کردار کے لغوی معنی کُچھ کرکے دکھانا یا طور طریقہ ، چال چلن وغیرہ ہیں۔ ڈاکٹر نجم الہدیٰ کردار کے لغوی معنی اس طرح لکھتے ہیں :

"روشن ، طور طریقہ، طرز، قاعدہ، چلن، رفتار، عمل، فعل، رویہ، خصلت، شغل، دھندہ، عادت، ورتاوا اور اخلاق۔" (۱)

افسانوی ادب میں کردار کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے۔ افسانوی ادب کی کوئی بھی قِسم ہو ، چاہے وہ ناول ہو یا داستان، ڈرامہ ہو یا افسانہ، داستانی مثنوی ہو یا منظوم قِصے کی کوئی صورت، جہاں کہانی ہو گی وہاں کردار بھی ہوں گے۔ وہ کردار انسان، پرندے یا جانور بھی ہو سکتے ہیں۔ پُورے کا پُورا افسانوی ادب بغیر کرداروں کے اَدُھورا سمجھا جاتا ہے۔ اس قِسم کے ادب میں قاری کی دلچسپی واقعات کی چال کے ساتھ ساتھ انسانوں کے طرزِ عمل کے مجموعی تاثر کے ساتھ بھی جُڑی ہوئی ہوتی ہے۔ کہانی کے ان اشخاص کے طرزِ عمل کو کردار اور اُن کی فنی پیشکش کو کردار نگاری کہا جاتا ہے۔ کردار ہمیشہ سماج سے ہی ماخوذ ہوتے ہیں اور خاص طور پر انسانی حقیقی حیاتی سے لیے جاتے ہیں۔

اکثر ناول نگار تخیل کی بنیاد پر کرداروں کو تخلیق کرتے ہیں مگر صرف تخیل ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ اُس کی بنیاد معلومات، تجربات اور مشاہدات پر ہوتی ہے۔ یہاں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ناول کے کردار حقیقی زندگی سے ماخوذ ہوتے ہیں۔ ایک کامیاب ناول اُس وقت وجود میں آ سکتا ہے جب اُس کے خارجی حالات اور داخلی کوائف میں پُوری مطابقت ہو۔ کرداروں کا بتدریج اضافہ اُس کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ جُوں جُوں کردار آگے بڑھتے ہیں قاری کے دل میں آہستہ آہستہ اُن کرداروں کے ساتھ محبت ، نفرت یا ہمدردی پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اس طرح کے جذبات قاری کے دل و دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ناول نگار کو کردار نگاری کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے ، اس بارے ماسٹر کلاس ویب سائیٹ پر درج ہے کہ :

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

"Sometimes, writers use a literary tool called characterization to bring characters to life. Characterization is an essential part of writing a novel or short story; it helps you understand your characters, and how each character's personality and perspectives can help drive the plot forward." (2)

کرداروں کی اقسام بارے بات کی جائے تو بنیادی طور پر ان کی دو اقسام ہیں۔ پہلی قسم "بلحاظ رول" اور دوسری قِسم "بلحاظ معیار" ہے۔ کرداروں کی قِسم بلحاظ رول (Role) کو سات ذیلی اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے، جن میں مرکزی کردار، حریف یا دُشمن کردار، ثانوی کردار، تیسرے درجے کا کردار ، محرم راز کردار، محبت کے دلدادہ کردار اور فوائل (Foil) کردار شامل ہیں جبکہ کرداروں کی قِسم بلحاظ معیار کو بھی سات ذیلی اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے، جن میں فلیٹ یا سادہ کردار، راؤنڈ کردار، متحرک کردار، جامد کردار ، سکہ بند کردار، علامتی کردار اور بد کردار یا وِلن شامل ہیں۔

درج بالا کرداروں کی جھلک حبیب موہانہ کے ناولوں میں مشاہدہ کی جا سکتی ہے۔ ان کے پہلے ناول "اللہ لہیسی مُونّجھاں" میں تقریباً ٦٥ سے بھی زیادہ کردار شامل ہیں، جن میں مرکزی اور کُچھ اہم ثانوی کرداروں کے علاوہ تیسرے درجے کے کرداروں کی بھرمار نظر آتی ہے۔ ان میں سے کُچھ مرکزی اور ثانوی کردار زیادہ اہمیت کے مالک ہیں جو مرکزی کرداروں پر اثر انداز ہوتے ہیں اور ناول کے پلاٹ کا رُخ موڑنے میں اہم کردار نبھاتے ہیں۔ جاندار اور اہم کرداروں میں لقمان، شمّی ، دھمرُو، شُجا، درازی، رزی، رامبی، میرڻ، فریدو، سرابو، شنو اور رحیمو وغیرہ شامل ہیں۔ تیسرے درجے کے کرداروں میں رمضان خان، زیبو، ہاتھو ماسی، شیری، محمود احمد اور رمضا وغیرہ شامل ہیں جو کہ دوسرے اہم کرداروں کے پَھلنے پُھولنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ساری کہانی انہی کرداروں کے ارد گرد گھومتی نظر آتی ہے۔ ان کرداروں میں سے درج ذیل اہم کرداروں کو موضوع بحث بنا کر اُن کا تنقیدی جائزہ لیا جاتا ہے ۔

اس ناول کا سب سے اہم کردار ناول کے ہیرو لقمان کا ہے ۔ ساری کہانی اسی کردار کے ارد گرد گھومتی ہے۔ یہ کردار رول کے لحاظ سے مرکزی کردار (Protagonist) ہے جبکہ معیار کے لحاظ سے سادہ (Flat) اور جامد کردار (Static) ہے۔ اسے کمزور کردار بھی کہا جا سکتا ہے جس میں اپنی محبت کا اظہار کرنے کی جرأت بھی نہیں ہے۔ اس کردار کے بارے میں زاہدہ ظہور اپنے ایم فِل سرائیکی کے مقالے میں لکھتی ہیں کہ :

> "لقمان دا کردار ہِک ہیرو دا کردار ہوون دے باوجود ہِک کمزور کردار اے۔ نہ ایں وِچ آپنی محبت دا اظہار کرن دی طاقت ہے اَتے نہ ہمراز بناون دا ہُنر ہے۔ اے کردار حقیقت دے بھُوں نیڑے ہے۔۔۔ لقمان اُوندے سُنہپ تے فِدا تھیندا ہے تے سچّی محبت کریندا اے، پر صرف خیالی دنیا وِچ راہندے تے عملی طور تے کُجھ نِیں کر سگدا۔۔۔ " (٣)

یہ کردار اتنا کمزور ہے کہ دُوسرے کرداروں پر اثر انداز ہوتا دِکھائی نہیں دیتا۔ صرف ہیروئن شمّی کے کردار پر اتنا اثر انداز ہوتا ہے جو اُس کو اپنی محبت کا قیدی بنا لیتا ہے۔اس میں اُس کا اپنا کوئی کردار نظر نہیں آتا بلکہ اس کی مردانہ وجاہت اور شخصیت محبوبہ کو متاثر کرتی دِکھائی دیتی ہے۔ لقمان کا کردار کہانی کے پُورے پلاٹ میں ایک ہیرو کی حیثیت سے متحرک کردار نِبھاتا نظر نہیں آتا۔ اس کردار کو سرائیکی ناولوں کا کمزور ترین ہیرو کا کردار کہا جا سکتا ہے۔ اس کے اقدامات پلاٹ پر کسی بھی لحاظ سے اثر انداز ہوتے نظر

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

نہیں آتے۔ یہ کردار ناول کا سب سے طویل کردار ہے لیکن اہم کرداروں میں سب سے کمزور کردار ہے۔ یہ کردار حقیقی تو ہے لیکن ہیرو والی خُوبیوں کا اس میں انتہائی فقدان ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ ایک مُردہ کردار ہے جو قاری کے ذہن میں کوئی اچھا تاثر قائم کرنے میں انتہائی ناکام ہے۔

اس ناول کا سب سے اہم اور متحرک کردار شمّی (شمّو ملکانی) کا ہے جو لقمان کی ہیروئن کا کردار نِبھاتا نظر آتا ہے۔ یہ کردار رول کے لحاظ سے مرکزی کردار (Protagonist) ہے جبکہ معیار کے لحاظ سے راؤنڈ (Round)اور متحرک (Dynamic) کردار ہے۔ تانیثیت کے حوالے سے اگر تجزیہ کیا جائے تو اس کردار کی کُچھ خامیوں کی نشاندہی کی جا سکتی ہے جیسا کہ زاہدہ ظہور اپنے ایم فِل سرائیکی کے مقالے میں لکھتی ہیں کہ :

"ہِک گالھ جھڑی میں محسوس کیتی اے او ایہ کہ شمّی دے کردار وِچ کمزوری رہ گئی ہے۔ لِکھاری کُوں شمّی دے کردار دو زیادہ توجہ ڈیونی چاہیدی ہئی۔ اگر ایہ کردار زیادہ نِکھاریا ویندا تاں ایہ کردار ہِک شاندار کردار بن سگدا ہا۔۔۔" (٤)

اس ناول کا تیسرا اہم اور متحرک کردار شمّی کے ماموں دھمرُو کا ہے۔ یہ کردار رول (Role) کے لحاظ سے ثانوی (Deuteragonist) کردار ہے جبکہ معیار کے لحاظ سے نیم متحرک (Dynamic) کردار ہے۔ یہ ایک مِلا جُلا کردار ہے جو کہیں رحم دِل نظر آتا ہے اور کہیں مطلب پرست اور سنگدل۔ اس کے اقدامات ناول کے پلاٹ پر واضح طور پر اثر انداز ہوتے نظر آتے ہیں۔ یہ کردار سرائیکی وسیب کی بھرپُور عکاسی کرتا جیتا جاگتا کردار ہے ۔ یہ ایک موقع پرست ، سنگدل اور منافق شخص کا کردار ہے۔ کہانی میں ناول کی ہیروئن کیونکہ ایک یتیم لڑکی ہے جو کہ اس کے رحم و کرم پر ہے۔ یہ اُس کی زندگی کے فیصلے اپنی من مانی سے کرتا نظر آتا ہے اور اُس کی زندگی کو اجیرن بنانے میں متحرک کردار نِبھاتا ہے۔ یہ اپنے بھتیجے کے کیے گناہوں کی سزا اپنی معصوم بھانجی شمّی کو پچاس سالہ بوڑھے شُجا کے ساتھ ونی کر کے دیتا ہے ۔ وہاں نہ بسنے پر اُسے اس طرح جبر اور ظلم کا نشانہ بناتا نظر آتا ہے :

"۔۔۔فجر ویلے دھمرُو دی ذال بُھوں چاون بُھوں آلے کوٹھے وِچ گئی تاں شمّی اِتھاں بُھوں دے اُتے پَک پئی ہئی۔۔۔ اُوں بَھج کے آپنے مُسالے کُوں ڈسایا۔ دھمرُو دُھرکدا آیا۔ اُونّدی گُت کول نپیُس تے گِھلینّدا تَچھلینّدا اُونکوں شُجے دے گھر پُجا کے آپے نسنگ گھر دو وَل آیا۔۔۔" (٥)

اس ناول کا ایک اور اہم کردار شانی کا ہے۔ شانی کا کردار رول (Role) کے لحاظ سے ثانوی (Deuteragonist) کردار ہے جبکہ معیار کے لحاظ سے راؤنڈ (Round) اور متحرک (Dynamic) کردار ہے۔ یہ ایک ایسے طبقے کی نمائندگی کرتا دِکھائی دیتا ہے جس کا مقصد برجائز و ناجائز صورتوں میں اپنے مقصد کا حصول ہے۔ کہانی کے آگے بڑھنے سے یہ کردار ترقی کی سیڑھیاں چڑھتا نظر آتا ہے۔یہ کامیابی سے اپنے مقصد کے حصول کی وجہ سے ناول کے مرکزی ہیرو اور ہیروئن سے زیادہ متحرک ہے۔ اس کے اقدامات ساری کہانی کے پلاٹ کو بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ یہ مختصر ہونے کے باوجود ایک مضبوط اور جاندار کردار ہے۔ یہ اپنے متحرک عمل کے ذریعے دوسرے کرداروں پر گہرے اثرات چھوڑتا نظر آتا ہے۔ ملاحظہ کریں :

"۔۔۔اُوں اپنے پیُو تے چاچے دھمرُو کُوں صاف آ کھ ڈِتا جو جیکر گِھنساں تاں اُوں چُھوہِر کُوں گِھنساں، جینّدے کیتے میں اے شاہر چھوڑا ہئی، نئیں تاں میں اُکا جنج نہ کریساں۔ اُونکوں رحیمو تے دھمرُو بہُوں سمجھایا بُجھایا، پَر

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

او نہ مَنا۔ اُونڈا ہِکو وَکا ہئی جیکر اِنوں دا سِجھ اُنوں اُبھرِ آوے، وَت وی میں جنج ہئی جھاء تے نہ کریساں۔۔۔" (٦)

اس ناول میں "شُجا" کا کردار اہم کرداروں میں سے ایک ہے۔ یہ رول (Role) کے لحاظ سے ثانوی (Deuteragonist) کردار ہے جبکہ معیار کے لحاظ سے ایک متحرک (Dynamic) کردار ہے ۔ یہ ایک باغیرت لیکن پتھردِل اور ظالم انسان ہے۔ یہ ناول کا مختصر لیکن مؤثر اور متحرک کردار ہے جو کہانی کے پلاٹ اور کرداروں پر اثر انداز ہو کر کہانی کو ایک نئے رُخ پر موڑتا نظر آتا ہے۔ مختصر ہونے کے باوجود جاندار اور مضبوط کردار ہے۔وسیب کی عکاسی کرتا ایسا جیتا جاگتا کردار ہے جو جُھوٹی رسم "ونی" کے سہارے آگے بڑھتا اور پَھلتا پُھولتا دِکھائی دیتا ہے۔ اسی رسم کے ذریعے ناول کی ہیروئن "شمّی" کو زبردستی اپنے گھر لے آتا ہے اور اُس پر اس طرح ظلم و جبر کرتا دِکھائی دیتا ہے :

"۔۔۔جنج تاں تھی گئی۔ شمّی جوان ہئی، شُجا بُڈھڑا ہئی، کِتھاں اُوندے نال غُزارہ کر سگدی ہئی۔ شادی دے چوتھے ڈینہہ او رات ویلے اپنے مُسالے دے گھرُوں نس آئی۔ شُجے کُوں پتہ لگا، او دستی اُوندے پِچھوں نِکلا تے رستے اِچوں نَپ کے اُونکوں ولدا اپنے گھر گِھن آیا۔ شمّی کُوں اُوں چار ڈینہاں تئیں کوٹھے وِچ بند رکھیا تے کوٹھے کُوں جندرا لاء ڈِتُس تے چابی اپنی جیب وِچ رَکھ چھوڑیُس۔۔۔" (٧)

یہ ناول "اللہ لہیسی مُونجھاں" کے درج بالا اہم اور متحرک کردار ہیں۔ ان کے علاوہ بھی کئی ایسے کردار ہیں جو ناول کی کہانی آگے بڑھانے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ یہ ایسے کردار ہیں جو سرائیکی وسیب کے ماحول کے ساتھ ساتھ وسیب واسیوں کے مختلف مسائل اور جذبات و احساسات کی بہترین نمائندگی کرتے نظر آتے ہیں۔

حبیب موہانہ کا دوسرا ناول "کھڑی ڈیندی ہاں سنہڑے" ہے۔ یہ ناول سرائیکی وسیب کے علاقے دمان کی خوبصورت عکاسی ہے۔ اس علاقے میں موجود تہذیب و تمدن، ثقافت، رسم و رواج ، معیشت، رویے، جذبات و احساسات اور انسانی اقدار کو اس ناول میں بیان کیا گیا ہے۔ اس ناول کی کہانی بیسویں صدی عیسوی کے دوسرے نصف کے آغاز کو بیان کرتی ہے۔ کہانی کا مرکزی خیال سرائیکی وسیب میں پائی جانے والی جُھوٹی رسموں اور اُن رسموں کے نتیجے میں عورت کے ساتھ ہونے والی ناانصافی بارے لوگوں میں احساس پیدا کر کے جُھوٹی رسموں کے خلاف تحریک پیدا کرنا ہے۔ سرائیکی وسیب کی عورت کا حوصلہ، ہمت، استقامت اور دلیری ناول کا اہم موضوع ہے۔ اس ناول میں دوسرے فنی لوازمات کے ساتھ ساتھ کمال کی کردار نگاری دیکھنے کو ملتی ہے۔

اس ناول کے اہم کرداروں میں سب سے اہم کردار ہیروئن "سلطانوں" کا ہے۔ یہ کردار رول (Role) کے لحاظ سے مرکزی کردار (Protagonist) ہے جبکہ معیار کے لحاظ سے راؤنڈ (Round) اور متحرک (Dynamic) کردار ہے۔ یہ ایسا متحرک کردار ہے جو وقت کی نزاکت کے پیشِ نظر گھر کے معاشی بحران کا مردانہ وار مقابلہ کرتا نظر آتا ہے۔جب گھر کے تمام مرد معاشی ضرورت پُوری کرنے سے عاجز آ جاتے ہیں تو سلطانوں اپنا فرض سمجھ کر غذائی بحران سے نمٹنے کے لیے محنت کرتی نظر آتی ہے۔ درج ذیل اقتباس اس کی عکاسی اس طرح کرتا ہے :

"۔۔۔اے کنک ہِک تریمت وہئی ہئی۔ اُوں آپے راکھی کیتی، آپے کَپی۔ ایں اِچ کئیں جنیں دے پَگھر دی کوئی پھینگ نئیں رَلی۔ اے فصل کُروی ہِک تریمت دے پورھیے دا پَھل ہا۔۔۔" (٨)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

اس ناول میں سلطانوں کا کردار سب سے بڑا، اہم اور بھرپُور کردار ہے۔ ساری کہانی اسی کردار کے اِرد گرد تانے بانے بُنتی نظر آتی ہے۔ یہ ہمت اور محنت کی پُتلی ہے۔ حوصلہ ہارنا تو اس نے سیکھا ہی نہیں۔ سلطانوں کا کردار وسیب کا ایک جیتا جاگتا کردار ہے جو اپنے جیسی بے شُمار بد قسمت اور ٹھوکریں کھانے والی عورتوں کی ترجمانی کرتا نظر آتا ہے۔ یہ کردار قاری کو مکمل طور پر اپنی گرفت میں رکھتا ہے اور لمبے عرصے تک اُس کے ذہن میں محو رہتا ہے۔ ناول نگار اپنے اس کردار کو مضبوط سے مضبوط بنانے کی خاطر ساری توانائیاں لگاتا نظر آتا ہے، جس کی وجہ سے یہ کردار امر ہو گیا ہے۔ اس کردار کی خصوصیات بارے محمد عارف اس طرح اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں :

> "...ایں ساری کہانی وِچ سلطانُوں دی پاکدامنی، اُوندی محنت، اُوندا حوصلہ ناول دے سہنڑپ وِچ ودھارا وی کریندن تے ناول وِچ دلچسپی تے تجسس وی پیدا کریندن...سارے ناول وِچ اُوندا کردار چھایا راہندے..." (۹)

اس ناول کا دوسرا اہم کردار "اطلس" کا ہے۔ یہ رول (Role) کے لحاظ سے ثانوی (Deuteragonist) کردار ہے جبکہ معیار کے لحاظ سے راؤنڈ (Round)،متحرک (Dynamic) اور وِلن (Villan) کردار ہے۔ یہ کردار مختصر ہونے کے باوجود کئی خُوبیوں کا مالک اور جاندار کردار ہے۔ شروع میں ایک وِلن کے طور پر سامنے آتا ہے اور آخر میں بطور ہیرو اپنا کردار نبھاتا دِکھائی دیتا ہے۔ دونوں صورتوں میں یہ دوسرے کرداروں پر اثر انداز ہو کر کہانی کو ایک نیا رُخ دینے میں کامیاب ہوتا ہے۔ یہ کہانی کے آغاز میں ایک ظالم اور بے حِس کردار کے طور پر سامنے آتا ہے لیکن اس کے دل میں چُھپی شرافت، بدقسمتی اور لاچاری اس کو ایک قابل رحم شخصیت بنا دیتی ہے۔ اس کردار بارے محمد عارف اپنی رائے کا اظہار اس طرح کرتے ہیں :

> "...اطلس دا کردار ناول دے پلاٹ دا تھوڑی دیر دا حصّہ راہندے، پر وَل وی او ہِک سوہنا تے یاد رہ ونجن آلا کردار بن ویندے..." (۱۰)

"خانک" کا کردار بھی اس ناول کے اہم کرداروں میں سے ایک ہے جو رول (Role) کے لحاظ سے ثانوی (Deuteragonist) کردار ہے جبکہ معیار کے لحاظ سے متحرک (Dynamic) کردار ہے۔ یہ ایک ضدی، مغرور، قاتل ، جھگڑالُو اور معمولی باتوں کو اپنی انا بنا لینے والا کردار ہے۔ سارا خاندان اس کی بے فائدہ اور نا جائز ہٹ دھرمی کا خمیازہ بھُگتتا ہے اور تباہی کے دہانے پر پہنچ جاتا ہے۔ خانک کا کردار ایک مختصر اور کمزور کردار ہے۔ بیشک ایک انسان کا قتل کر کے کئی کرداروں کی زندگیوں پر اثر انداز ہوتا ہے لیکن پھر بھی ایک دلیر مرد کی طرح حالات کا مقابلہ کرتا نظر نہیں آتا بلکہ اپنے گھر کو مورچہ بنا کر چُوہے کی طرح بِل میں گُھس کر بیٹھ جاتا ہے۔ یہ ایک سماج کا جیتا جاگتا کردار ہے لیکن کسی حد تک بناوٹی لگتا ہے۔ ایسا کردار ہے جو بہت ساری خامیوں کا مرقع ہےاور خُوبیاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ پُورے ناول میں نہ تو یہ ہیرو بن سکتا ہے اور نہ ہی وِلن۔ ناول نگار اس کردار کو تخلیق کر کے یہ پیغام دیتا ہے کہ جو انسان نتائج کی پرواہ کیے بغیر جذباتی ہو کر کسی کا گھر اُجاڑتے ہیں تو اُن کا گھر بھی اُجڑ کر ہی رہتا ہے ۔

"بخشو" نام کا کردار بھی حبیب موہانہ کے اس ناول کا اہم حصّہ ہے۔ یہ رول (Role) کے لحاظ سے حریف کردار (Antagonist) ہے جبکہ معیار کے لحاظ سے متحرک (Dynamic) کردار ہے۔ اس کا کردار ایک بے رحم، بے غیرت اور خود غرض انسان کا ہے جو اپنے قرضے کی واپسی نہ ہونے کی صورت میں ناول کی ہیروئن سلطانوں کو اغواء کر لیتا ہے اور اپنا قیدی بنا لیتا ہے۔ بعد میں زبردستی اُس کے ساتھ نکاح پڑھوانے کی کوشش کرتا ہے لیکن اس بات پر اُس کا اپنے بھائی کے ساتھ جھگڑا ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً دونوں بھائی سلطانوں کو

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

بستی کے ایک سردار عصمت اللہ خان کی نگرانی میں دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ سلطانوں کے رشتہ داروں کے آنے پر یہ انتہائی کمزور کردار ثابت ہوتا ہے، ملاحظہ کریں :

"۔۔۔فیضا، سوہنو، اشرا تے اُوندا چاچا گرہ میر عالم پُج گئے۔ اُنہاں بخشو تے فخری کُوں ونجن سیتی تَچھ ڈِتا۔ جتلے تونی شاہر دے لوک خبریندے بَن، اُنہاں ڈُوہاں کُوں چنگا رَجایا ہئی۔ سوہنو بخشو کُوں رُمبی پیا ہئی۔۔۔" (۱۱)

ناول میں بخشو کا کردار ایسے طبقے کی نمائندگی کرتا نظر آتا ہےجس کا مقصد لوگوں کی مجبوریوں سے فائدہ اُٹھا کر اُن کو اپنے قرضے کے جال میں پھنسانا ہے۔ یہ سلطانوں سے نکاح بھی نہیں کر سکتا اور اپنا قرضہ بھی ڈبو لیتا ہے۔ پھر بھی یہ کردار ناول کے پلاٹ پر اس طرح اثر انداز ہوتا ہے کہ کہانی کا رُخ موڑ دیتا ہے۔ ہیروئن کا اغواء کہانی کے پلاٹ کو یَک دم تبدیل کر دیتا ہےاور ایک ہیجان سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ ایک مختصر کردار ہے جو کہ وسیب کی حقیقی عکاسی کرتا دِکھائی دیتا ہے۔اس کی وجہ سے کہانی میں دلچسپی اور تجسس بڑھ جاتا ہے جو کہ قاری کی تسکین کا باعث بنتا ہے۔

اس ناول کا ایک اور اہم کردار "سردار عصمت اللہ خان" کا ہے جو کہ بستی کا نمبر دار ہے اور بااثر شخصیت ہے۔ یہ کردار رول (Role) کے لحاظ سے حریف کردار (Antagonist) ہے جبکہ معیار کے لحاظ سے متحرک (Dynamic) کردار ہے۔ شخصیت کے لحاظ سے یہ ایک مَن کا پلید ، چکر باز اورخود غرض کردار ہے۔ جب بخشو اور اُس کے بھائی فخری کے درمیان ناول کی ہیروئن سلطانوں کے ساتھ نکاح پر جھگڑا ہو جاتا ہے تو فیصلے تک یہ سلطانوں کو اپنے گھر میں رکھنے کا حکم دیتا ہے۔اس کی نیت میں فتور آ جاتا ہے اور اپنی جنسی خواہش کی تکمیل کی ٹھان لیتا ہے۔ ناول نگار اس موقعے کی اس طرح منظر کشی کرتا ہے:

"تُوں اِتھاں ارام تے بہہ، کاوِڑ نہ کر، رَل کے کوئی راہ کڈھیندے ہیں۔ او بولے بولے سلطانوں دے پاسے تھیندا آیا تے وَت ابڑ غُت سلطانوں تے جَھٹا ماریُس۔ اُوں ہرنی دے بَک وانگوں ڈاک بھری تے مُہاڑی پار کر گئی۔ خان زمین تے جَھٹکے نال ڈھٹا تے اُوندے سجے پیر دی موء نِکھتی گئی۔۔۔" (۱۲)

ناول نگار حبیب موہانہ اپنے تجربے اور مشاہدے کی بنیاد پر سردار عصمت اللہ خان جیسے کرداروں کی حقیقت سے پردہ اُٹھاتا نظر آتا ہے، جو دُوسروں کو نیچ اور گھٹیا سمجھتے ہوئے اُن کی زندگی پر اثر انداز ہو کر تیس مار خان بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ کردار مختصر ، مؤثر لیکن نسبتاً کمزور کردار کے طور پر سامنے آتا ہے۔ یہ وسیب کا ایک جیتا جاگتا اور حقیقی کردار ہے جو اپنے طبقے کی مؤثر نمائندگی کرتا ہے۔ اصل میں یہ کردار ہیروئن سلطانوں کے کردار کو مضبوط کرنے کے لیے تخلیق کیا گیا ہے۔ دوسرے کرداروں کی طرح یہ کردار بھی کہانی کے آگے بڑھنے سے کمزور ہو جاتا ہے لیکن اس کے اقدامات ناول کے پلاٹ پر ضرور اثر انداز ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے کہانی اور بھی دلچسپ ہو جاتی ہے۔

خلاصہ بحث :

مذکورہ بالا تمام کرداروں پر بحث کرنے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ناول نگار نے اپنے دونوں ناولوں میں کردار نگاری پر خاص توجہ دی ہے۔ کرداروں کی جتنی بھی اقسام ہیں ، تقریباً تمام ان دونوں ناولوں میں پائی جاتی ہیں۔ ناولوں کے کردار حقیقی حیاتی سے لیے گئے ہیں۔ معاشرے میں پائی جانے والی تمام اچھائیوں اور بُرائیوں کو ان کرداروں کے ذریعے بیان کیا گیا ہےجو کہ ناول کی کہانی کو حقیقت کا رُوپ دیتے ہیں۔ ایک بہترین ناول کے لیے بہترین کرداروں کا انتخاب ہی ناول نگار کی کامیابی کا باعث بنتا ہے۔ اس انتخاب سے اُس نے اپنی کہانی کو دلچسپ اور حقیقی بنانے کی کوشش کی ہے۔ کوئی بھی ناول اُس وقت تک کامیاب

نہیں ہو سکتا جب تک اُس کے کردار اُس کے معاشرے سے نہ لیے گئے ہیں۔ کیونکہ حبیب موہانہ نے اپنے ناولوں میں سرائیکی وسیب کو پیش کیا ہےتو اُس کے کردار بھی اس وسیب سے ہی لیے ہیں جو کہ وسیب کی حقیقی ترجمانی کرتے نظر آتے ہیں۔

کردار نگاری ناول کے لیے رُوح کا کام کرتی ہے۔ کامیاب ناول اپنے کرداروں کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں اور مقبول فن پارے کا درجہ پانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ناول کی "زندگی" ہماری حقیقی زندگی سے مختلف ہوتی ہے۔ ناول نگار ایک الہامی کیفیت کے تحت ایک نئی دنیا تخلیق کر دیتا ہے اور اس دنیا کے لوگ جتنے ہماری دنیا سے ملتے جُلتے ہوتے ہیں، ناول اُتنا کامیاب اور پُر اثر بن جاتا ہے۔وہ کردار ہماری حقیقی حیاتی سے اُونچے ایک تخلیقی حیاتی کے لوگ ہوتے ہیں۔ ناول کے کردار کی پیدائش اور اُس کا ہر عمل بہت دلچسپ اور خوشنما ہوتا ہےاور اُس میں عام انسانوں سے مختلف ایک رُوح ہوتی ہے۔ یہ سب کُچھ ناول نگار کی کردار نگاری کی قابلیت پر منحصر ہوتا ہے۔ حبیب موہانہ بھی اپنے ان سرائیکی ناولوں میں اپنی قابلیت ثابت کرنے میں کامیاب نظر آتا ہے، جس کا ثبوت اُس کے ان ناولوں کی کردار نگاری ہے۔

حوالہ جات :

۱۔ ڈاکٹر نجم الہدٰی، کردار اور کردار نگاری، مدراس : بہار اُردو اکادمی، ۱۹۸۰ء، ص : ۰۵

2. www.masterclass.com / articles/guide-to-direct-characterization-and-indirect-characterization #2-examples-of-indirect-characterization-in-literature

۳۔ زاہدہ ظہور، سرائیکی ناولیں وِچ تانیثیت (مقالہ برائے ایم فِل سرائیکی) ، بہاولپور : اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور (شعبہ سرائیکی) ، ۲۰۱۵ء، ص : ۱۷۲

٤۔ زاہدہ ظہور، سرائیکی ناولیں وِچ تانیثیت (مقالہ برائے ایم فِل سرائیکی) ، بہاولپور : اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور (شعبہ سرائیکی) ، ۲۰۱۵ء، ص : ۱۷۵

۵۔ حبیب موہانہ، اللہ لہیسی مُونجھاں، رحیم آباد بھکر : عوام دوست فاؤنڈیشن، اکتوبر ۲۰۱۰ء، ص : ۳٦۱

٦۔ حبیب موہانہ، اللہ لہیسی مُونجھاں، رحیم آباد بھکر : عوام دوست فاؤنڈیشن، اکتوبر ۲۰۱۰ء، ص : ۲۵۵

۷۔ حبیب موہانہ، اللہ لہیسی مُونجھاں، رحیم آباد بھکر : عوام دوست فاؤنڈیشن، اکتوبر ۲۰۱۰ء، ص : ۳٦۰

۸۔ حبیب موہانہ، کھڑی ڈیندی ہاں سنہڑے، دیرہ اسماعیل خان : دمان پبلیکیشنز، ۲۰۱٦ء، ص : ۷۳

۹۔ محمد عارف، پیلُوں ۲٤ (جنوری تا مارچ ۲۰۱۹ء)، ملتان : شالیمار کالونی یونیورسٹی روڈ، ۲۰۱۹ء، ص : ۲٤۰

۱۰۔ محمد عارف، پیلُوں ۲٤ (جنوری تا مارچ ۲۰۱۹ء)، ملتان : شالیمار کالونی یونیورسٹی روڈ، ۲۰۱۹ء، ص : ۲٤۰

۱۱۔ حبیب موہانہ، کھڑی ڈیندی ہاں سنہڑے، دیرہ اسماعیل خان : دمان پبلیکیشنز، ۲۰۱٦ء، ص : ٤۱

۱۲۔ حبیب موہانہ، کھڑی ڈیندی ہاں سنہڑے، دیرہ اسماعیل خان : دمان پبلیکیشنز، ۲۰۱٦ء، ص : ٤۰، ٤۱